Review Journal of Social Psychology & Social Works

http://socialworksreview.com

ISSN-E: 3006-4724 **Volume**: 3
ISSN-P: 3006-4716 **Issue:** 2 (April - June, 2025)

قتلِ غضبی بپ اور عدالتی کارروائی: سابق ریاست چترال میں ایک مقدمہ (مثل نمبر 15، 1912ء) کا فقہی و تاریخی جائزہ

Murder of Ghadabi Bap and Judicial Proceedings: A Jurisprudential and Historical Analysis of a Case (Case No. 15, 1912) in the Former State of Chitral

Dr. Saeed Ur Rahman

Lecturer, IBMS, The University of Agriculture Peshawar, Email: msaeedkhalil@gmail.com

Abstract
This paper presents a historical and jurisprudential analysis of a murder case (Case No. 15, 1912) from the former princely state of Chitral. The case revolves around the murder of Ghadabi Bap, a resident of Terich in the present-day Molkhow Tehsil. The murder occurred in the area of Mroi while the victim was traveling from Chitral town to his village. Despite the delay in the judicial investigation, the Mehtar (ruler) of Chitral, Shuja ul-Mulk, took a personal interest in the case. He ordered a collective oath from fifty men of Mroi village, following Islamic jurisprudential principles, to determine the perpetrator's identity. The Mehtar also imposed a fine on the local community, which was later directed to the heir of the deceased, marking the case as an example of justice administration based on Islamic law in the region. This research aims to analyze the case through the lens of Islamic judicial principles, particularly focusing on the application of Qisas (retribution) and Diyat (blood money), alongside the customary practices that were employed to maintain social order and justice in Chitral. The case exemplifies how Islamic legal norms were integrated into the governance of a semi-autonomous Muslim state and reflects the cultural and legal legacy of the region.

Keywords: Blood Money, Victim, Retribution, Oath, Etc.

تعارف موضوع(Introduction)

قتلِ ناحق انسانی جان کی حرمت کے خلاف ایک سنگین جرم ہے، اور اسلامی فقہ میں اس کے لیے قصاص، دیت اور قسامت جیسے اصول وضع کیے گئے ہیں۔ سابق ریاست چترال میں جہاں اسلامی عدالتی اصولوں کا نفاذ موجود تھا، وہاں قتل کے بعض مقدمات اپنے اندر فقہی بصیرت اور تاریخی اہمیت رکھتے ہیں۔

زیر نظر مضمون سابق ریاست چترال کے ایک اہم اور تاریخی مقدمے-مثل نمبر 15، سنہ 1912ء-کا فقہی اور تاریخی تجزیہ پیش کرتا ہے، جس میں "غضبی بپ" نامی ایک شخص کا سرراہ قتل واقع ہوا۔ چترالی زبان میں "بپ" کا مطلب بوڑھا یا بزرگ شخص ہوتا ہے، اس لیے مقتول کا مکمل نام "غضبی بپ" دراصل ایک بزرگ فرد کی شناخت ظاہر کرتا ہے۔ یہ مقدمہ محض ایک فوجداری کیس نہیں، بلکہ اس دور کی عدالتی نوعیت، فیصلوں میں اسلامی فقہ کی رعایت، اور ریاست چترال کے عدالتی نظام کی ساخت کا عملی نمونہ بھی فراہم کرتا ہے۔ اس مضمون میں مقدمے کی تفصیلات، عدالتی کارروائی، فریقین کے بیانات، گواہان، اور حتمی فیصلے کے ساتھ ساتھ اسلامی فقہ کی روشنی میں اس مقدمے کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ریاست چترال کے عدالتی نظام میں شرعی اصولوں کو کس حد تک ملحوظ رکھا جاتا تھا اور کہاں کہاں مقامی ضروریات یا عرف کو ترجیح دی جاتی تھی۔

مذکورہ مقدمہ نہ صرف چترال کے عدالتی نظام کی ایک جھلک پیش کرتا ہے بلکہ اسلامی قانونِ قسامت کے عملی اطلاق کو بھی نمایاں کرتا ہے۔

تحقیقی مقاصد(Research Objectives)

زیر نظر مضمون کے ذریعے درج ذیل علمی مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

- سنہ 1912ء میں پیش آنے والے قتلِ غضبی بپ کے مقدمے (مثل نمبر 15) کی عدالتی کارروائی کا تاریخی مطالعہ پیش کرنا۔
- اس مقدمے میں عدالتِ ریاست چترال کی طرف سے دیے گئے فیصلے کا اسلامی فقہ، بالخصوص فقہ حنفی کے اصولوں کی روشنی میں تجزیہ کرنا۔
- ریاست چترال کے عدالتی نظام میں شرعی اصولوں کے اطلاق اور مقامی رسم و رواج کے تعامل کو واضح کرنا۔
- چترال کی مقامی عدالتوں کی کارروائیوں میں اسلامی فکری روایت کے اثرات اور ان کی عملی تطبیق کی نوعیت کو سامنے لانا۔
- چترال کے ایک تاریخی عدالتی مقدمے کو علمی بنیادوں پر تحقیق کے دائرہ میں لاکر اسلامی قانونی روایت کے ضمن میں اس کی اہمیت کو اجاگر کرنا۔

تحقیقی طریقہ کار(Research Methodology)

اس تحقیق میں تاریخی(Historical)، تحقیقی(Descriptive)اور تجزیاتی(Analytical)اسلوب اپنایا گیا ہے، جس کے لیے درج ذیل طریقہ کار اختیار کیا گیا:

- اصلی ماخذ کا تجزیہ: مثل نمبر15(1912ء)کی عدالتی فائل، جو اس مقدمے کی اصل دستاویز ہے، کو بنیادی ماخذ کے طور پر استعمال کیا گیا۔
- فقہی تقابل: مقدمے کی نوعیت، دلائل اور فیصلے کا اسلامی فقہ کی روایتی کتب (خصوصاً فقہ حنفی) سے تقابل کیا گیا، تاکہ قصاص و دیت کے اصولوں کی روشنی میں مقدمے کی جانچ ہو سکے۔
- تاریخی سیاق: مقدمے کو اُس وقت کے عدالتی و سماجی پس منظر میں رکھ کر اس کے اثرات اور اسباب کا جائزہ لیا گیا۔
- ثانوی مصادر کا استعمال: چترال کی تاریخ، مقامی عدالتی نظام، اور اسلامی قانونی ورثے سے متعلقہ کتب، مقالات، اور مستند علمی مواد کو بھی تحقیق کے ضمن میں استعمال کیا گیا۔

سابقہ مطالعات(Literature Review)

ریاست چترال کے عدالتی نظام پر محدود علمی کام دستیاب ہے، تاہم ان میں اکثریت عمومی تاریخی یا سماجی نوعیت کی تحریروں پر مشتمل ہے۔ اہم مراجع درج ذیل ہیں:

مقامی محققین کی تحریریں: جن میں مرزا غفران کی "تاریخِ چترال"، ڈاکٹر اسرار کی "تاریخ چترال کے بکھرے اوراق"، ڈاکٹر یونس خالد کی "ریاست چترال کی تاریخ اور طرز حکمرانی" وغیرہ کتب، اور ان کے علاوہ بعض غیر مطبوعہ ذخائر شامل ہیں۔ جن میں ریاستی نظم و نسق اور سماجی ڈھانچے کا مختصر خاکہ دیا گیا ہے۔

اسلامی فقہ کے بنیادی مصادر جیسے: الہدایہ (برہان الدین المرغینانی)، بدائع الصنائع (کاسانی)، فتاویٰ عالمگیری، فتح القدیر شرح ہدایہ وغیرہ۔

تاہم، مثل نمبر15(1912ء) جیسے کسی مخصوص مقدمے کا فقہی و تاریخی تجزیہ اس سے قبل کسی تحقیقی مقالے یا مضمون میں نہیں کیا گیا، جو اس مضمون (زیر نظر تحقیقی مضمون) کی انفرادیت اور تحقیقی افادیت کو واضح کرتا ہے۔

قسامت کی لغوی تعریف

لغت میں: "القَسَامَة" (فتح قاف کے ساتھ یعنی قاف پر زبر پڑھیں گے) قسم (یمین) کے معنی میں آتا ہے۔ "قَسَامَة" کا استعمال خوبصورتی (وسامۃ) کے معنی میں بھی ہوتا ہے، اور یہ حسن و جمال کو ظاہر کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے: "فُلانٌ قَسِيمٌ" یعنی "فلاں شخص خوبصورت اور وجیہ ہے"۔ نبی کریم

ﷺ کی صفات میں بھی "قَسِیمٌ" کا ذکر آتا ہے (یعنی حسین و جمیل)۔ اسی طرح المرءۃ الجمیلۃ کا معنی ہے خوبصورت عورت۔ اسی طرح قسم یعنی یمین وحلف کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔[1]

قَسامت کی فقہی تعریف

قَسامت شریعت اسلامی میں ایک خاص طریقۂ عدالتی شہادت (قسم) ہے جو قتل کے مقدمات میں اُس وقت اختیار کیا جاتا ہے جب قاتل واضح نہ ہو، اور صرف قرائن وحالات مقتول کے کسی شخص یا قبیلے کی طرف اشارہ کر رہے ہوں لیکن کوئی براہِ راست گواہ (عینی شہادت) موجود نہ ہو۔

چنانچہ فقہ حنفی کے مطابق "قسامت" سے مراد یہ ہے کہ، جب کسی شخص کی لاش کسی محلے یا بستی میں پائی جائے اور قاتل کا علم نہ ہو۔ ایسے میں اس محلے کے پچاس افراد اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ گواہی دیتے ہیں کہ: "ہم نے اس شخص کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی ہمیں اس کے قاتل کا کوئی علم ہے۔"

یعنی قسامت کا مفہوم یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ: ایک خاص وجہ سے، ایک مقررہ تعداد، ایک مخصوص شخص کے بارے میں، ایک خاص طریقے سے قسم کھائے۔[2]

مالکیہ کے نزدیک قسامت کا مفہوم اور اطلاق حنفیہ سے کچھ مختلف ہے، اور ان کے ہاں قسامت کو مدعی کی حمایت میں زیادہ مضبوط دلیل سمجھا جاتا ہے۔

یعنی فقہ مالکی کے مطابق قسامت اس وقت مشروع ہوتی ہے جب کسی شخص پر قتل کا الزام ہو اور براہِ راست گواہ نہ ہوں، مگر قرائن (circumstantial evidence) موجود ہوں جو اس پر قتل کی طرف اشارہ کرتے ہوں۔

ایسی صورت میں مقتول کے ورثاء پچاس قسمیں کھاتے ہیں کہ ان کا دعویٰ سچا ہے، اور ان کے اس دعوے کی بنیاد پر قصاص (سزائے موت) بھی نافذ کیا جاسکتا ہے۔ یعنی: "اگر قرائنِ قویہ (strong circumstantial evidence) موجود ہوں اور مدعی (مقتول کے وارث) پچاس قسمیں کھائیں، تو قاتل پر قصاص جاری ہوسکتا ہے۔"[3]

شافعیہؒ کے نزدیک قسامت ورثاء مقتول پر تقسیم کی جانے والی قسمیں ہیں۔[4]

جبکہ حنبلی مسلک کے مطابق قسامت کا مطلب: ایمان مکررہ ہیں دعویٰ قتل میں۔ یعنی قتل کے معاملہ میں مکرر دی جانے والی قسمیں۔[5]

شرائطِ قسامت

1. مدعی اور مدعی علیہ مکلف ہوں۔
2. مقتول بنی آدم میں سے ہو۔

3. قاتل معلوم نہ ہو (عند الاحنافؒ)۔

4. مقتول پر قتل کا اثر نمایاں ہو۔

5. لوث یعنی ایسا قرینہ جس سے دل میں دعوی کی سچائی کا ظن غالب پیدا ہو جائے۔

6. مقتول مسلمان ہو (عند مالکؒ)۔

7. مدعی علیہ کی طرف سے انکار ہو۔

8. دعویٰ اولیاء مقتول کی طرف سے ہو۔

9. امام احمد اور امام شافعی کے نزدیک مدعیٰ علیہم کا متعین ہونا بھی ضروری ہے۔ جبکہ احناف کے نزدیک تعین ضروری نہیں بلکہ اہل قریہ پر دعوی درست ہے۔

10. قسامت کا مطالبہ بھی ہو۔

11. مقامِ قتل کسی کی ملکیت یا قبضہ میں ہو۔ چنانچہ مقتول اگر شارع عام، جامع مسجد، دریا، بازارِ عام یا بڑی نہر میں پایا جائے تو اس صورت میں قسامت نہیں ہو گی۔ بلکہ بیت المال سے اولیاء مقتول کو دیت ادا کی جائے گی۔

12. آبادی کے درمیان یا بستی کے قریب ہو۔ چنانچہ اگر آبادی سے دور جنگل میں پایا جائے تو بھی قسامت نہیں ہو گی۔[6]

نتائج قسامت کا خلاصہ

حنفی مسلک کے مطابق قسامت کے بعد دیت لازم ہو گی۔[7] ایک قول کے مطابق امام شافعیؒ کے نزدیک بھی دیت لازم ہو گی، جبکہ دوسرا قول امام شافعیؒ سے اس طرح منقول ہے کہ قسامت کے بعد قصاص لیا جائے گا۔[8] رہی بات امام مالکؒ اور امام احمدؒ کی، تو ان کے ہاں یہ تفصیل ہے کہ اگر قتل عمد کا دعویٰ ہے تو پھر اس صورت میں قصاص لازم ہو گا۔ اور اگر قتل خطا کا دعویٰ ہے تو دیت لازم ہو گی۔[9]

تفصیل واقعہ

عدالتی ریکارڈ کے مطابق یہ مثل نمبر 15 ہے؛

واقعہ کچھ اس طرح پیش آیا کہ موجودہ تحصیل موڑکھو کے علاقہ تیریچ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص جس کا نام غضبی بپ تھا، ٹاؤن چترال سے گاؤں یعنی تیریچ آرہا تھا، مروئی کے علاقے میں راستے میں اسے قتل کیا گیا۔ یہ ستمبر 1912ء کا واقعہ ہے۔ مقتول غضبی بپ کا ایک بیٹا چترال گول میں سراری باغبان تھا، چنانچہ اس کی طرف سے 16 ستمبر 1912ء کو مقدمہ درج ہوا۔

مہتر چترال (ہز ہائی نس شجاع الملک) بارہا کیس کی شفاف تحقیقات کا حکم دینے کے باوجود کونسل کی طرف سے اس معاملہ میں سستی پائی گئی۔ تو پھر مہتر چترال نے کہا، کہ اگر مقتول کے سر راہ قتل ہونے کی وجہ سے آپ خون بہا نہیں لیتے ہیں، تو پھر یہ بھی یاد رہے کہ مذکورہ قتل کے معاملے میں علاقہ

مروئی کے باشندوں کی شرارت ضرور شامل ہے۔ مروئی والے بہر حال ملوث ہیں۔ اس لئے مروئی والوں کو چترال یعنی کونسل میں بلا کر پچاس (50) تک آدمیوں سے قسم لی جائیں۔ (جس طرح فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ نامعلوم مقتول پانے کی صورت میں متعلقہ علاقہ والوں میں سے 50 آدمیوں کو قسم دی جائے گی)۔[10]

البتہ یہ ضروری ہے کہ ان لوگوں سے بطور سزا مبلغ 100 روپے جرمانہ لے کر انہیں رہا کئے جائیں۔ چنانچہ مذکورہ 100 روپے گھرانوں کے حساب سے علاقہ مروئی کے باشندوں پر تقسیم کر کے ہر گھر سے ایک روپیہ، گیارہ آنہ، ایک ادیلہ جرمانہ لے کر علاقہ تو کھو کے رہائشی مسمّٰی فلیتنہ اور مسمّٰی ضیاء بیگ کے توسط سے کونسل جمع کیا گیا۔ مہتر نے منشی مرزا صاحب کو لکھ بھیجا کہ مذکورہ رقم مہتری خزانے میں جمع کرنے کے بجائے مقتول کے بیٹے کو دی جائے۔ البتہ فی الحال مقتول کے بیٹے باغبان کے ہمارے پاس آنے تک کونسل میں محفوظ رہے، جب وہ آجائے تو انہیں دی جائے گی۔ چنانچہ 27 اکتوبر 1912ء کو اس طرح فیصلہ ہوا۔

خلاصہ مثل ہذا

نتیجہ یہ کہ مقدمہ مذکورہ سے درجہ ذیل باتیں مستفاد ہوتی ہیں۔

(1) غضبی بپ (مقتول) کو مروئی کے علاقہ میں راستے پر قتل کیا گیا۔

(2) ورثاء مقتول کی طرف سے نے قاتل کا تعین نہیں کیا گیا۔

(3) مقدمہ قتلِ غضبی بپ کو قسامت کے قانون کے تحت نمٹایا گیا۔

(4) ورثائے غضبی بپ کو دی جانے والی رقم کو جرمانہ قرار دیا گیا۔

(5) مثل ہذا کے ابتدائی شقوں کے مطابق اس مقدمہ کو ضابطہ قسامت کے تحت نمٹایا جانا چاہئے تھا۔

(6) تاہم باشندگانِ مروئی کو قسم دینے یا نہ دینے، اسی طرح ان کے قسم کھانے یا انکار کرنے کی کوئی نشاندہی مثل ہذا سے حاصل نہیں ہوتی۔۔۔

(7) مثل ہذا میں والئی چترال کے حکم میں بطور سزا سو روپے لکھے گئے ہیں بطور خون بہا نہیں۔ گو کہ دیگر کارروائیوں میں خون بہا کا ذکر بھی ہے۔

الحاصل باوجود کچھ کمزوریوں کے مجموعی لحاظ سے مذکورہ فیصلہ درست ہے۔

نتائج البحث

1. اسلامی فقہ میں اجتماعی قسم اور علاقائی ذمہ داری کا تصور اجتہادی نوعیت کا حامل ہے۔

2. چترال میں عدالتی فیصلے صرف رسمی قانونی حیثیت نہیں رکھتے تھے بلکہ شرعی واخلاقی بنیادوں پر استوار تھے۔

3. ریاستی حکمران نے محض انتظامی سربراہ نہیں بلکہ قاضی، مفتی اور نگران کے طور پر کردار ادا کیا۔

تجاویز و سفارشات

1. ریاست چترال کے دیگر مقدمات کو جمع کر کے فقہی و قانونی ذخیرہ تیار کیا جائے۔

2. سابق ریاستوں کے عدالتی فیصلوں کو جدید اسلامی قانون کی تدوین میں شامل کیا جائے۔

3. اس مقدمے جیسے فیصلوں کو قانون و شریعت کے طلبہ کے نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے۔

حوالہ جات:(References)

1 محمد جمال الدین ابن منظور، (م۔711ھ)،**لسان العرب**، الطبعۃ الثالثۃ،(بیروت: دار صادر، 1414ھ)، فصل القاف، ج12 ص481 ؛ مسعود ابو بکر الکاسانی(م۔587ھ)،**بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع**، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ،(بیرت: دار الکتب العلمیہ،1986ء)، ج7 ص286؛ **محمد** بن احمد الہروی،(م۔370ھ)،**تہذیب اللغۃ**، الطبعۃ الاولیٰ،(بیروت: دار احیاء التراث العربی، 2001م)، باب القاف والسین، ج8 ص320

2 محمد بن الحسن الشیبانی،**المبسوط**،(کراچی: ادارۃ القرآن)،(سطن)، ج4 ص474؛ الکاسانی،**بدائع الصنائع**، ج7 ص286

3 محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی،**شرح الزرقانی علی موطأ الإمام مالک**، کتاب القسامۃ، ج4 ص330؛ محمد شمس الدین الحطاب،(م۔954ھ)،**موہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل**، الطبعۃ الثالثۃ،(بیرت: دار الفکر،1412ھ۔1992م)، ج6 ص269

4 یحییٰ بن شرف النووی،(م۔676ھ)،**روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین**، الطبعۃ الثالثۃ،(بیروت: المکتب الاسلامی،1412ھ۔1991م) ج10 ص9

5 موفق الدین ابن قدامہ،(م۔620ھ)،**المغنی لابن قدامۃ**، بدون طبعۃ،(مکتبۃ القاہرۃ،1388ھ۔1968م)، ج8 ص487

6 الکاسانی،**بدائع الصنائع**، ج7 ص287۔290؛ ابن قدامہ،**المغنی**، ج8 ص489؛ سعید الرحمٰن،**تصفیہ مقدمات قصاص ودیت سے متعلق سابق ریاست چترال کی شرعی عدالتوں کی ابتدائی اڑتالیس سالہ کارکردگی کا فقہی،(1909–1947ء)**،(غیر مطبوعہ پی ایچ ڈی مقالہ، جامعہ قرطبہ آف سائنسز اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور، 2023)، ص75

7 الشیبانی،**السیر الصغیر**، طبع اول،(بیروت: الدار المتحدۃ للنشر، 1975م)، ج1 ص163؛ ابویوسف، یعقوب قاضی (م۔182ھ)،**الآثار**،(بیروت: دار الکتب العلمیۃ)، باب الدیات، حدیث:981، ج1 ص221؛ السرخسی،**المبسوط**، ج26 ص106؛ الشیبانی،**المبسوط**، ج4 ص474

8 ابن قدامہ،**المغنی**، ج8 ص499

9 محمد بن احمد ابن رشد الحفید،(م۔595ھ)،**بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد**، بدون طبعۃ،(القاہرۃ: دار الحدیث،1425ھ۔2004م)، ج4 ص211

10 الشیبانی،**المبسوط**،4:474